علمائے کرام کا وٹس ایپ گروپ

بزم علماء والأئمه

03345613913

قربانی کے بنیادی مسائل

فقہ وفتاوی کی روشنی میں

اعداد وترتیب

محمد اعظم ندوی ہریدواری

(فاضل المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)

حسب ایماء ومشورہ

حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر قاسمی

خادم: کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، حیدرآباد

رابطہ نمبر

9553863625, 7013202916

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب	:	قربانی کے بنیادی مسائل، فقہ وفتاویٰ کی روشنی میں
اعداد وترتیب	:	محمد اعظم ندوی ہریدواری (اتراکھنڈ)
		(فاضل المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد)
حسب ایماء ومشورہ	:	حضرت مولانا مفتی ابوبکر صاحب جابر قاسمی
		(ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، بورابنڈہ، حیدرآباد)
کمپوزنگ	:	گرافک سولیوشن (9634990960)
سن طباعت	:	۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰۲۱ء
تعداد صفحات	:	۳۸

زیر اہتمام

مسجد عظیم ومدرسہ اصلاح البنات

وکاس نگر، کاماریڈی (تلنگانہ)

فہرس

⊙ ⊙ ⊙

بسم الله الرحمن الرحيم

قربانی کے بنیادی مسائل
فقہ وفتاویٰ کی روشنی میں

تمہیدی گفت گو:

قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے، اسلام سے پہلے اور اوائل اسلام میں مختلف تقریبات تھیں جن میں قربانی کی جاتی تھی، اونٹنی کا پہلا بچہ خدا کی نذر کیا جاتا تھا اور اس کی قربانی ہوتی تھی اس کو "فرع" کہتے تھے، حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ اسلام سے ماقبل کا تھا، اسی طرح رجب کے شروع میں بھی قربانی کی جاتی تھی جس کو "عتیرہ" اور "رجبیہ" کہا جاتا تھا، جاہلیت میں یہ قربانی بتوں کے آستانوں پر ہوتی تھی اور قربانی کے بعد جانور کے سر کو اس کے خون سے رنگ دیا جاتا تھا؛ مگر اسلام نے اس مشرکانہ رسم کو ختم کر کے صرف اصل قربانی کو باقی رکھا۔

سورۂ کوثر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی اسی طرح قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہیے، ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (۱) کا یہی مفہوم ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا، آپ ﷺ ہر سال برابر قربانی کیا کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظّمہ کے لیے مخصوص نہیں بلکہ ہر شخص پر، ہر شہر میں شرائط وجوب کے تحقق کے بعد واجب ہے اور تمام مسلمانوں کو اللہ کے رسول ﷺ نے بڑی تاکید کے ساتھ قربانی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

---

(۱) الکوثر:۲

قربانی کا حکم اور ائمہ کا مسلک:

جمہور فقہاء (شوافع، حنابلہ) کا مذہب یہ ہے کہ قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے، یہی امام مالکؒ کے دو اقوال میں سے ایک قول کے مطابق راجح مسلک ہے اور ایک روایت امام ابو یوسفؒ سے بھی مروی ہے، اسی طرح یہی مسلک حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت ابومسعود بدریؓ، حضرت سوید بن علقمہؓ، حضرت سعید بن مسیبؒ، حضرت عطاءؒ، حضرت علقمہؒ، حضرت اسود، حضرت اسحاقؒ اور ابن منذرؒ وغیرہ کا بھی ہے، ان حضرات کی دلیل آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ، وَلَا بَشَرِهِ شَيْئًا. (۱)

''جب ذی الحجہ کا عشرہ شروع ہو جائے تو تم سے جو قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنے بال وغیرہ نہ کٹوائے۔''

ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہاں آپ ﷺ نے قربانی کو انسان کے ارادہ پر محمول رکھا ہے، اسے واجب قرار نہیں دیا۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قربانی کرنا واجب ہے، یہی مذہب امام محمدؒ، امام زفرؒ اور ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسفؒ، حضرت ربیعہ، حضرت لیث بن سعدؒ، امام اوزاعیؒ، امام ثوریؒ اور امام مالکؒ وغیرہ کا بھی ہے، ان حضرات کی دلیل قرآن پاک کی آیت ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ (۲) ہے کہ اس میں امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو قربانی کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

دوسری دلیل آپ ﷺ کا ارشاد ہے: مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ، وَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا (۳)

''جس شخص کے پاس استطاعت ہو، اس کے باوجود وہ قربانی نہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ پھٹکے) اس حدیث پاک میں ترک قربانی پر وعید آئی ہے، اس سے بھی وجوب

---

(۱) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۱۴۹

(۲) الکوثر: ۲

(۳) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۱۲۳

ثابت ہوتا ہے۔"

وجوب کے قائلین (احناف وغیرہ) کا کہنا ہے کہ یہ واجب عین ہے، لہذا قربانی ہر اس شخص پر واجب ہوگی جس کے اندر شرائط وجوب موجود ہوں۔(۱)

نذر مانی ہوئی قربانی:

تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نذر مانی ہوئی قربانی واجب ہے، خواہ نذر ماننے والا فقیر ہو یا مالدار، اگر کسی شخص نے معین قربانی کی نذر مانی تو اس کے ذمہ وہی واجب ہوگی۔

قربانی کا وجوب:

قربانی کے وجوب کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

(۱) قربانی کرنے والا مسلمان ہو، کافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔

(۲) قربانی کرنے والا مالدار اور مستطیع ہو، مالداری کا معیار احناف کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ گھر، گھر کے ضروری سامان اور سواری کے علاوہ سونا، چاندی اور زمین کی شکل میں اتنی چیز موجود ہو جس سے ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جا سکے، اور اگر ایسی زمین ہو جو کاشت کے لیے استعمال ہو رہی ہو تو اس کی سالانہ پیداوار اتنی مقدار میں ہو کہ سال بھر کی خوراک فراہم ہو جائے۔

ساڑھے باون تولہ چاندی موجودہ اوزان کے اعتبار سے (۶۱۲) چھ سو بارہ گرام چاندی ہوتی ہے، اور چاندی کی قیمت میں علاقہ کے اعتبار سے تفاوت و کمی زیادتی ہوتی ہے۔

(۳) قربانی کرنے والا مقیم ہو، مسافر نہ ہو، اسی لیے حجاج پر بقرعید کی قربانی واجب نہیں ہے، ہاں اگر وہ پندرہ دن پہلے سے مکہ میں مقیم ہو تو اب قربانی بھی واجب ہوگی، خواہ وہ وہیں قربانی کرے یا اس کی طرف سے کوئی اس کے وطن میں قربانی کرے، نیز قربانی واجب ہونے میں مرد و عورت کے احکام یکساں ہیں، اسی طرح قربانی واجب ہونے کی شرطوں میں قربانی کے آخری وقت کا اعتبار ہے، اس کے

---

(۱) مستفاد از **قاموس الفقہ** (فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہم) ج:۲، ص:۱۵۴

مال پر سال کا گذرنا بھی شرط نہیں ہے۔ (۱)

(۴) قربانی کرنے والا آزاد ہو، غلام پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (۲)

مسئلہ نمبر ۱: اگر کوئی شخص غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں ہے اور اس نے ایام قربانی میں قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اب اس کے ذمہ جانور خریدنے کی وجہ سے قربانی واجب ہوگئی۔ (۳)

مسئلہ نمبر ۲: اگر کسی شخص نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا؛ لیکن وہ قربانی سے پہلے ہی گم ہوگیا، پھر اس نے دوسرا جانور خرید لیا، اس کے بعد اس کا پہلا گم شدہ جانور بھی مل گیا، اب اس صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ وہ شخص مالدار ہے یا غریب؟ اگر وہ مالدار ہے جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو ایسی صورت میں اس کے ذمہ ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہوگی؛ لیکن اگر وہ غریب ہے تو اس کے ذمہ دونوں جانوروں کی قربانی واجب ہوگی؛ کیوں کہ پہلے اصلاً قربانی اس کے ذمہ واجب نہیں تھی؛ لیکن جب اس نے بہ نیت قربانی جانور خرید لیا تو اب اس کی قربانی اس کے ذمہ لازم ہوگئی، لہذا یہاں دو دو واجب جمع ہوگئے، اب اگر اس کا پہلا گم شدہ جانور بھی مل جاتا ہے تو اس کے ذمہ دونوں جانوروں کی قربانی واجب ہوگی۔ (۴)

مسئلہ نمبر ۳: اگر بچہ مالدار (صاحب نصاب) ہے تو اصلاً اس پر قربانی واجب نہیں ہے، جیسا کہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی فرماتے ہیں:

''قربانی ایک عبادت ہے اور شریعت عبادتیں بالغوں پر واجب قرار دیتی ہے نہ کہ نابالغوں پر، اسی لیے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ بچہ پر واجب نہیں، یہی حکم قربانی کا بھی ہے، کہ قول صحیح کے مطابق نابالغ پر قربانی واجب نہیں ہوگی، البتہ اگر ولی ایسے نابالغ بچوں کی طرف سے اپنے مال میں سے قربانی کردے

---

(۱) **قاموس الفقہ** (فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہم) ج:۲، ص:۱۵۵

(۲) بدائع الصنائع، ج:۵، ص:۶۳

(۳) ردالمحتار، ج:۵، ص:۲۰۴

(۴) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۲۶، کتاب الاضحیۃ

تو بہتر اور قرین احتیاط ہے۔"(۱)

قربانی کا وقت:

قربانی کے ایام امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام سفیان ثوریؒ وغیرہ کے نزدیک تین ہیں، اس کے بعد قربانی جائز نہیں ہے، اور حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک چار دن تک قربانی کرنا جائز ہے۔

الأضحية جائزة في ثلاثة أيام: يوم النحر أولها، والثاني والثالث: وهما يومان بعد يوم النحر. وبه قال مالك، وأحمد، والثوري، وهو قول ستة من الصحابة - رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ -، وهم عمر، وعلي، وابن عباس، وابن عمر، وأبو هريرة، وأنس - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

(وقال الشافعي - رَحِمَهُ اللَّهُ -: ثلاثة أيام بعده) ش: أي بعد يوم النحر، فالجملة أربعة أيام عنده، وبه قال عطاء والحسن. (۲)

قربانی کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی یوم النحر کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور بارہ تاریخ کے غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔(۳)

مسئلہ نمبر ۴: جس جگہ عید کی نماز ہوتی ہے وہاں عید الاضحیٰ کی نماز سے قبل قربانی کرنا جائز نہیں ہے، اگر وہاں کسی دوسری جگہ نماز ہوجائے تب وہاں کے لوگوں کے لیے قربانی کرنا درست ہوگا۔(۴)

عید الاضحیٰ کی رات اور آخری رات بالاتفاق قربانی کی رات نہیں ہے، اختلاف درمیانی دو راتوں میں ہے۔

اگر کسی جگہ نماز عید ہوتی ہے اس کے باوجود وہاں کے لوگوں نے نماز عید سے قبل قربانی کرلی تو ان کے ذمہ سے وجوب ساقط نہیں ہوگا؛ بلکہ ان پر عید کی نماز کے بعد دوبارہ قربانی کرنا واجب ہوگا۔

---

(۱) کتاب الفتاویٰ، ج:۴، ص:۱۳۲

(۲) البنایۃ شرح الہدایۃ، ج:۱۲، ص:۲۶، ۲۷

(۳) بدائع الصنائع، کتاب التضحية، فصل واما ما بيان يرجع إلى وقت التضحية، ج:۴، ص:۲۱۱

(۴) الدر المختار، کتاب الاضحیۃ، ج:۶، ص:۳۲۱

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ: مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ (۱)

''حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کے روز ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے نماز (عید) سے قبل قربانی کرلی ہے اسے چاہئے کہ وہ (نماز کے بعد) دوبارہ قربانی کرے۔''

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ المسْلِمِينَ (۲)

''حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے نماز (عید) سے قبل قربانی کی اس نے اپنی ذات کے لئے قربانی کی، اور جس نے نماز (عید) کے بعد قربانی کی اس نے اپنی قربانی کو مکمل کیا اور مسلمانوں کی سنت کو ادا کیا۔''

مسئلہ نمبر ۵: اگر قربانی کے وقت میں کسی سے عمل قربانی فوت ہوجائے اور قربانی کے ایام گذر جائیں تو اب عین اسی قربانی کی قضاء ممکن نہیں ہے؛ بلکہ اب یہ تقرب تصدق کی طرف منتقل ہوجائے گا اور اس کے ذمہ وہی بکری وغیرہ زندہ یا اس کی قیمت یا دوسرے حصہ کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگی۔

مسئلہ نمبر ۶: اگر ہندوستان میں رہنے والا شخص سعودیہ میں اپنی قربانی کرائے تو جب تک ہندوستان میں دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق نہ ہوجائے اس وقت تک سعودیہ میں اس کی واجب قربانی ادا نہ ہوگی؛ کیوں کہ قربانی کرنے والے پر قربانی کا وجوب اسی وقت عائد ہوگا جب یوم النحر شروع ہوجائے۔ (۳)

مسئلہ نمبر ۷: اگر سعودیہ میں رہنے والا شخص ہندوستان میں اپنی قربانی کرائے، جب کہ

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۵۴۹

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۵۴۶

(۳) بدائع الصنائع، فصل فی وقت الوجوب، ج: ۴، ص: ۲۱۱

سعودیہ میں ۱۰؍ذی الحجہ یعنی یوم النحر ہے اور ہندوستان میں ابھی ۹؍ذی الحجہ ہے یعنی قربانی کا وقت شروع نہیں ہوا ہے تو اس کی قربانی سعودیہ کے یوم النحر کے اعتبار سے ہندوستان کی ۹؍ذی الحجہ میں درست نہیں ہوگی۔ (۱)

قربانی کی صحت ادائیگی کے لیے تین چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) قربانی کا سبب وجوب: یعنی قربانی کا وقت جو یوم النحر کی صبح صادق سے لے کر بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک رہتا ہے۔

(۲) شرط وجوب: یعنی قربانی واجب ہونے کی شرط، جیسے مسلمان، صاحب نصاب اور مقیم ہونا وغیرہ۔

(۳) شرط ادا: یعنی مالک نصاب پر قربانی کے ایام اور وقت داخل ہونے کی وجہ سے قربانی واجب ہوتی ہے۔

قربانی میں مالک اور جانور دونوں کا فی الجملہ اعتبار ہے، یعنی مؤکل (جو قربانی کرا رہا ہے) پر قربانی کا وجوب ہو چکا ہو، اور جانور ایسی جگہ ہو جہاں قربانی کے ایام شروع ہو چکے ہوں۔ (۲)

⊙ ⊙ ⊙

(۱) فتاویٰ ہندیہ: ج:۵، ص:۲۹۳، بدائع الصنائع: ج:۴، ص:۲۱۱، ۲۱۳

(۲) بدائع الصنائع، ج:۴، ص:۲۱۱

قربانی کے آداب ومسنون اعمال

قربانی کے چند آداب ومسنون اعمال ذیل میں مذکور ہیں:

(۱) قربانی کے جانور کو قربانی سے چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

أَمَّا الَّذِي هُوَ قَبْلَ التَّضْحِيَةِ فَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَرْبِطَ الْأُضْحِيَّةَ قَبْلَ أَيَّامِ النَّحْرِ بِأَيَّامٍ لِمَا فِيهِ مِنْ الِاسْتِعْدَادِ لِلْقُرْبَةِ وَإِظْهَارِ الرَّغْبَةِ فِيهَا فَيَكُونُ لَهُ فِيهِ أَجْرٌ وَثَوَابٌ. (۱)

مسئلہ نمبر ۸: قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا، اس کے بال کاٹنا، اس پر سواری کرنا، اس سے بار برداری کا کام لینا یا اس کو کسی بھی طرح سے اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کر لیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کر دینا واجب ہے۔

فَلَا يَحِلُّ الِانْتِفَاعُ بِهَا مَا دَامَتْ مُتَعَيِّنَةٌ....فَإِنْ حَلَبَ تَصَدَّقَ بِاللَّبَنِ لِأَنَّهُ جُزْءٌ مِنْ شَاةٍ مُتَعَيِّنَةٍ لِلْقُرْبَةِ مَا أُقِيمَتْ فِيهَا الْقُرْبَةُ فَكَانَ الْوَاجِبُ هُوَ التَّصَدُّقُ بِهِ...وَكَذَلِكَ الْجَوَابُ فِي الصُّوفِ وَالشَّعْرِ وَالْوَبَرِ. (۲)

وَيُكْرَهُ لَهُ رُكُوبُ الْأُضْحِيَّةَ وَاسْتِعْمَالُهَا وَالْحَمْلُ عَلَيْهَا، فَإِنْ فَعَلَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَقَصَهَا ذَلِكَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِنُقْصَانِهَا. (۳)

(۲) جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں قربانی سے پہلے اپنے بال اور ناخن وغیرہ نہ کٹوائے، اور جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اس کے لیے ایسا کرنا مستحب نہیں ہے؛ بلکہ اس کے لیے قربانی سے پہلے بال وغیرہ کٹوالینا درست ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ

---

(۱) بدائع الصنائع، ج:۵،ص:۷۸

(۲) بدائع الصنائع، ج:۵،ص:۷۸

(۳) بدائع الصنائع، ج:۵،ص:۷۹

أَنْ يُضَحِّيَ، فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَبَشَرِهِ شَيْئًا. (۱)

''حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب ذی الحجہ کا (پہلا) عشرہ شروع ہوجائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہوتو اسے چاہئے کہ وہ اپنے بالوں یا اپنی جلد میں سے کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائے۔''

(۳) قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ عیدالاضحیٰ کی دس تاریخ کو قربانی سے پہلے کچھ نہ کھائے پیے؛ بلکہ کھانے کی ابتداء قربانی کے گوشت سے کرے۔ (۲)

(۴) یہ مستحب ہے کہ ساتوں شرکاء قربانی کے وقت موجود ہوں، اگر وہ موجود نہ ہوں بلکہ صرف اجازت دیدیں تو یہ بھی کافی ہے۔ (۳)

(۵) قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ قربانی کے جانور کے گلے میں قلادہ ڈالدے جس سے اس کی پہچان ہو کہ یہ قربانی کا جانور ہے، اور اسی طرح اس کے گلے میں رسی ڈالے۔

﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ (۴)

''یہ سن چکے اور (اب سن لو کہ) جو شخص اللہ کی نسبت رکھنے والی یادگاروں کا ادب کرتا ہے، تو یہ (ادب) اس وجہ سے ہے کہ دلوں میں اللہ کا ڈر ہے۔''

(۶) قربانی کے جانور کو مکان ذبح تک اچھی طرح سلیقہ سے ہانک کر لے جائے، زور زبردستی یا کھینچ کر نہ لے جائے؛ کیوں کہ اللہ تعالی نے ہر چیز کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

(۷) مستحب ہے کہ قربانی کا جانور موٹا تازہ اور بڑا ہو، بکروں میں سفید، لمبے سینگ والا خصی بکرا افضل ہے، احناف کے نزدیک بکری گائے وغیرہ کے ساتویں حصہ سے افضل ہے، یہاں تک کہ اگر دونوں کی قیمت اور گوشت کی مقدار برابر ہو تب بھی بکری ہی افضل ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۹۷۷

(۲) اعلاء السنن، کتاب الاضاحی، باب التصدق بلحوم الاضاحی

(۳) ردالمحتار: ج: ۶، ص: ۳۱

(۴) الحج: ۳۲

(۸) قربانی کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے، پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے، مالکیہ کے نزدیک تینوں دنوں میں زوال سے قبل قربانی کرنا زوال کے بعد کرنے سے افضل ہے، شوافع، حنابلہ اور احناف کے نزدیک رات میں قربانی کرنا مکروہ ہے۔

﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ (۱)

''اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑو!''

(۹) ذبح کرنے کے بعد جب جانور ٹھنڈا ہو جائے اس کے بعد اس کی کھال نکالی جائے اور ٹھنڈا ہونے کا انتظار کیا جائے، جانور ٹھنڈا ہونے سے قبل کھال نکالنا مکروہ ہے۔

مرحومین کی طرف سے نفلی قربانی:

قربانی ایک مالی عبادت ہے اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک مالی عبادت بالاتفاق دوسروں کی طرف سے ادا کی جاسکتی ہے، اگر قربانی میت کی طرف سے کی جائے یا ایسے زندہ شخص کی طرف سے جس پر قربانی واجب نہیں ہے تو یہ بطور ایصال ثواب کے ہوگی، اور اگر ایسے زندہ شخص کی طرف سے اور اس کی اجازت سے کی جائے جس پر قربانی واجب ہے تو جس شخص کی طرف سے کی جائے اس کو اس کا ثواب بھی حاصل ہوگا اور فریضۂ شرعی بھی ادا ہوگا۔ (۲)

حضرات صحابۂ کرامؓ سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی قربانی کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مرحومین کی طرف سے بھی قربانی کی ہے؛ چنانچہ حضرت علیؓ ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ حَنَشٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ. (۳)

---

(۱) آل عمران: ۱۳۳

(۲) کتاب الفتاویٰ، ج: ۴، ص: ۱۳۸

(۳) سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۷۹۰

''حضرت حنش ؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کو دو مینڈھے ذبح کرتے ہوئے دیکھا، میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں آپ ﷺ کی جانب سے بھی قربانی کروں، اسی لئے میں آپ ﷺ کی جانب سے قربانی کر رہا ہوں۔''

مسئلہ نمبر ٩: اگر چھ آدمی جمع ہو کر ایک بڑا جانور لیں اور اس میں ساتواں حصہ حضور ﷺ یا کسی اور مرحوم کی طرف سے قربان کریں تو یہ شرعاً جائز اور درست ہے، یا کوئی ایک شخص بڑا جانور لیکر اس میں کچھ حصے اپنی طرف سے اور کچھ حصے اپنے مرحومین کی طرف سے قربان کرے تو یہ بھی جائز اور درست ہے، میت کو اس کا پورا پورا ثواب حاصل ہوتا ہے اور قربانی کرنے والے کو بھی پورا پورا ثواب ملتا ہے۔

قال فی البدائع لأن الموت لا يمنع التقرب عن الميت بدليل أنه يجوز أن يتصدق عنه ويحج عنه، وقد صح أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحى بكبشين أحدهما عن نفسه والآخر عمن لم يذبح من أمته (١)

مسئلہ نمبر ١٠: میت کی طرف سے کی گئی قربانی کے گوشت میں سے ذابح کے لیے کھانا اسی وقت درست ہے جبکہ اس نے وہ قربانی اس کی وصیت کے بغیر اپنی جانب سے کی ہو، اگر میت نے قربانی کی وصیت کی تھی تو اب ذابح کے لیے اس گوشت میں سے کھانا مناسب نہیں ہے؛ بلکہ اس کو چاہیے کہ وہ اس گوشت کو صدقہ کر دے۔

من ضحى عن الميت يصنع كما يصنع فى أضحية نفسه من التصدق والأكل والأجر للميت والملك للذابح. قال الصدر: والمختار أنه ان بأمر الميت لا يأكل منها والا يأكل بزازية. (٢)

مسئلہ نمبر ١١: اگر قربانی کا ایک ہی حصہ متعدد مرحومین کی طرف سے کیا جائے تو یہ جائز اور

(١) رد المحتار: ج: ٦، ص: ٣٢٦

(٢) رد المحتار: ج: ٦، ص: ٣٢٦

درست ہے، اسی طرح کسی ایک میت کے نام سے نفلی قربانی کرکے دوسروں کو اس کے اجروثواب میں شریک کیا جائے تو یہ بھی جائز ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص ایک جانور یا ایک حصہ کی قربانی چند اشخاص یا پوری امت محمدیہ کی طرف سے کرتا ہے تو اس میں تمام لوگوں کی شرکت ہوتی ہے اور سب کو اس کا اجروثواب ملتا ہے اور قربانی بھی صحیح ہوجاتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُضَحِّيَ، اشْتَرَى كَبْشَيْنِ عَظِيمَيْنِ، سَمِينَيْنِ، أَقْرَنَيْنِ، أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوءَيْنِ، فَذَبَحَ أَحَدَهُمَا عَنْ أُمَّتِهِ، لِمَنْ شَهِدَ لِلَّهِ، بِالتَّوْحِيدِ، وَشَهِدَ لَهُ بِالْبَلَاغِ، وَذَبَحَ الْآخَرَ عَنْ مُحَمَّدٍ، وَعَنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (۱)

''حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قربانی کرنا چاہتے تو دو بڑے بڑے، موٹے تازے، سینگوں والے، چتکبرے اور خصی مینڈھے خریدتے، ایک اپنی امت کی طرف سے ذبح فرماتے، یعنی امت کے ہر اس فرد کی طرف سے جو اللہ کی گواہی دیتا ہو اور نبی ﷺ کے پیغام پہنچانے (اور رسول ہونے کی) گواہی دیتا ہو، اور دوسرا محمد ﷺ کی طرف سے اور محمد ﷺ کی آل کی طرف سے ذبح فرماتے۔''

مسئلہ نمبر ۱۲: جس شخص پر قربانی واجب ہے اس کو چاہیے کہ وہ پہلے اپنی واجب قربانی ادا کرے، اس کے بعد اس کے لیے دوسروں کی طرف سے بھی قربانی کرنا جائز ہے، وہ اپنی نابالغ اولاد کی جانب سے بھی قربانی کرسکتا ہے اور بالغ اولاد کی اجازت سے ان کی جانب سے بھی کرسکتا ہے، اسی طرح مرحومین کی طرف سے بھی قربانی کرسکتا ہے۔

وتجب عن نفسه، ش: أي يجب الأضحية عن نفس المكلف لأنه أصل فی الوجوب عليه. (۲)

---

(۱) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۱۲۲

(۲) البنایۃ شرح الهدایۃ، ج: ۱۲، ص: ۱۲

مسئلہ نمبر ۱۳: جس شخص پر قربانی واجب ہے اگر وہ اپنی طرف سے قربانی نہ کر کے کسی میت کی طرف سے نفلی قربانی کرے تو میت کو صرف اس قربانی کا ثواب ملے گا اور اصل قربانی ذابح کی طرف سے ادا ہوگی، نیز اس کے ذمہ سے قربانی کا وجوب بھی ساقط ہو جائے گا۔

سئل عمن يضحي عن الميت،قال: يصنع كما يصنع بأضحيته يريد به أن يتناول من لحمه كما يتناول من لحم أضحيته،فقيل له أتصير عن الميت؟قال:الأجر للميت،والملک للمضحي،وبه قال سلمة وابن مقاتل وأبو مطيع،وقال عصام:يتصدق بالكل،وفي الكبرى:المختار أنه لا يلزمه. (۱)

مسئلہ نمبر ۱۴: قربانی اسی شخص پر واجب ہوتی ہے جو صاحب نصاب ہو، اگر کسی گھر میں کئی افراد رہتے ہیں جیسے ماں، باپ، بیٹا وغیرہ تو ان میں سے جو صاحب نصاب ہوگا اسی پر قربانی واجب ہوگی، مثلا بیٹا صاحب نصاب ہے؛ لیکن ماں باپ صاحب نصاب نہیں ہیں تو اب قربانی صرف بیٹے پر ہی واجب ہوگی اور وہ اپنی ہی طرف سے قربانی کرے گا، ماں باپ کی طرف سے قربانی اس کسی حال میں اس کے ذمہ واجب نہیں ہوگی، اگر کوئی صاحب نصاب بیٹا اپنے غریب ماں یا باپ کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو وہ قربانی بیٹے کی طرف سے ہی سمجھی جائے گی؛ البتہ والدین کو اس کا ثواب حاصل ہو جائے گا، کیوں کہ ثواب زندہ اور مردہ سب کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ (۲)

إذا ضحى رجل عن أبويه بغير أمرهما وتصدق به جاز،لأن اللحم ملكه،وانما للميت ثواب الذبح والصدقة.(۳)

إذا ضحى بشاة نفسه عن غيره بأمر ذلک الغير أو بغير أمره لا تجوز؛ لأنه لا يمكن تجويز التضحية عن الغير لا باثبات الملک لذلک الغير فى الشاة، ولن يثبت الملک له فى الشاة لا بالقبض، ولم يوجد قبض الآمر هاهنا لا بنفسه ولا بنائبه، كذا فى

(۱) فتاویٰ تاتارخانیہ، ج:۱۷، ص:۴۴۴

(۲) مستفاد از: کتاب النوازل: ج:۱۴، ص:۵۱۷، ۵۱۸

(۳) فتاویٰ قاضیخان، ج:۳، ص:۳۵۲

الذخيرة. (١)

اجتماعی قربانی کا حکم:

اجتماعی قربانی کا حکم یہ ہے کہ وہ جائز اور درست ہے، ایک بڑے جانور میں ایک سے سات آدمی تک شریک ہوسکتے ہیں، اجتماعی قربانی کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) ایک یہ کہ سات آدمی ایک بڑے جانور میں شریک ہوکر قربانی کریں، یا ساتوں آدمی برابر پیسے جمع کر کے سات بکرے اکٹھے خرید لیں اور جانور کی تعیین کے بغیر سب کی قربانی کریں، اس طرح کی قربانی جائز اور درست ہے۔

يجب أن يعلم أن الشاة لا تجزئ الا عن واحد، وان كانت عظيمة، والبقر والبعير يجزئ عن سبعة اذا كانوا يريدون به وجه الله تعالى. (٢)

(۲) دوسری شکل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مختلف لوگوں نے اپنی اپنی قربانی کا پیسہ بھیج دیا اور وہ شخص سب کی طرف سے وکیل بن کر قربانی کی نیت سے بڑا جانور یا ان کی تعداد کے اعتبار سے چھوٹے چھوٹے جانور خرید لے، پھر ان سب کی طرف سے تعیین کیے بغیر ان کی طرف سے قربانی کی نیت سے سب جانوروں کو ذبح کردے، اس طرح بھی سب کی طرف سے قربانی جائز اور درست ہے، جیسے مدارس وغیرہ میں اجتماعی قربانی ہوتی ہے وہ بلاشبہ جائز اور درست ہے۔

ومنها أن تجزئ فيها النيابة فيجوز للانسان أن يضحي بنفسه وبغيره بإذنه. (٣)

مسئلہ نمبر ۱۵: اجتماعی قربانی میں بوقت ذبح نام لینا ضروری نہیں ہے، صرف جانور خریدتے وقت نیت کرلینا کافی ہے کہ یہ جانور فلاں شخص کی جانب سے ہے، اگر جانور خریدتے وقت نیت نہیں کی تو ذبح کے وقت نیت کرلینا کافی ہوگا۔

ذبح المشتراة لها بلا نية الأضحية جازت اكتفاء بالنية عند الشراء، كذا في الوجيز

---

(١) فتاویٰ ہندیہ، ج:۵، ص:۳۰۲

(٢) فتاویٰ ہندیہ، ج:۵، ص:۳۰۴

(٣) بدائع الصنائع، ج:۵، ص:۲۹۴

للکردری. (۱)

وأما الضحايا فلا بد فيها من النية لكن عند الشراء لا عند الذبح. (۲)

مسئلہ نمبر ۱۶: اگر قربانی کا بڑا جانور خرید کر اس میں کچھ لوگ شریک ہو گئے اور اس کے کچھ حصے بچ گئے تو اس جانور کو ذبح کرنے سے پہلے پہلے ان بچے ہوئے حصوں میں دوسروں کو شامل کرنا جائز ہے، اس میں کوئی مضایقہ نہیں ہے۔

لأن المراد أنها تجزئ عن سبعة بنية القربة من كل منهم ولو اختلفت جهات القربة كما يأتي. (۳)

مسئلہ نمبر ۱۷: اگر سات آدمی ایک بڑے جانور میں شریک ہوئے اور ان میں سے کسی ایک کی قربانی کا پیسہ حرام کمائی کا لگا ہوا ہے، مثلاً سود یا سٹے وغیرہ کا پیسہ ہے تو جس کا پیسہ حرام کمائی کا ہے اس کی قربانی تو درست ہوگی ہی نہیں، اسی کے ساتھ ساتھ اس پیسہ کی حرمت کی خباثت کی وجہ سے بقیہ شرکاء میں سے کسی کی بھی قربانی صحیح نہیں ہوگی، اس لیے تمام شرکاء کو پہلے تحقیق کر لینی چاہیئے کہ ان میں سے کسی کا پیسہ حرام کمائی کا تو نہیں لگا ہوا ہے۔ (۴)

اسی طرح اگر تمام شرکاء میں سے کسی ایک کی بھی نیت قربت اور خالص قربانی کی نہ ہو؛ بلکہ صرف گوشت کھانے کی نیت ہو تب بھی ساتوں میں سے کسی ایک کی بھی قربانی صحیح نہیں ہوگی، اس لیے تمام شرکاء کی نیتوں کا صاف اور خالص ہونا ضروری ہے۔

وإن كان شريك الستة نصرانياً أو مريداً اللحم لم يجز عن واحد منهم لأن الإراقة لا تتجزأ. (۵)

---

(۱) فتاویٰ ہندیہ، ج:۵، ص:۲۹۴

(۲) الاشباہ والنظائر، ص:۴۰

(۳) رد المحتار، ج:۶، ص:۳۱۶

(۴) مستفاد از: جامع الفتاویٰ، ج:۴، ص:۳۷۷/احسن الفتاویٰ، ج:۷، ص:۵۰۳

(۵) رد المحتار، ج:۶، ص:۳۲۶/فتاویٰ ہندیہ، ج:۵، ص:۳۰۴

مسئلہ نمبر ۱۸: اگر ساتوں شرکاء میں سے ایک یا دو کی نیت گوشت خوری کی تھی؛ لیکن قربانی سے قبل ان کی نیت درست ہوگئی تو سب کی قربانی درست ہوجائے گی، اس لیے کہ آخری وقت کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے۔ (۱)

مسئلہ نمبر ۱۹: اگر ایک بڑے جانور میں ساتوں شرکاء مختلف جہات کی نیت کریں مثلاً، کچھ واجب قربانی کی نیت کریں، کچھ نذر قربانی کی نیت کریں، کوئی اپنے مرحومین کی طرف سے قربانی کی نیت کرے اور کوئی نفلی قربانی کی نیت کرے تو چوں کہ سب کی نیت تقرب الی اللہ کی ہے، اس لیے تمام کی قربانی درست اور صحیح ہوگی۔

ولو نوى بعض الشركاء الأضحية،وبعضهم هدى المتعة،وبعضهم هدى القران،وبعضهم جزاء الصيد،وبعضهم دم العقيقة جاز عن الكل في ظاهر الرواية...وكل واحد متقرب الى الله جاز. (۲)

مسئلہ نمبر ۲۰: اگر کسی ایک شخص نے اپنے لیے ایک بڑا جانور قربانی کے لیے خریدا، اور خریدنے کے بعد ذبح کرنے سے پہلے پہلے اس میں مزید چھ لوگوں کو اور شریک کرلیا تو ایسا کرنا اس کے لیے درست ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ جانور خریدنے سے پہلے ہی جسے شریک کرنا ہے شریک کرلے۔

ولو شرى بدنة للأضحية ثم أشرك فيها ستة جاز استحساناً...والاشتراک قبل الشراء أحب. (۳)

قربانی کے جانور میں عقیقہ کرنے کا جواز:

عقیقہ عقٌّ سے مشتق ہے، اس کے لغوی معنی چیرنے اور پھاڑنے کے ہیں، علامہ اصمعیؒ فرماتے ہیں کہ "لفظ عقیقہ لغت میں نوزائدہ بچہ کے ان بالوں کو کہتے ہیں جو پیدائش کے وقت اس کے سر پر ہوتے

(۱) مستفاد از: انوار مناسک، ص: ۵۱۲

(۲) فتاویٰ تاتارخانیہ، ج: ۱۷، ص: ۴۵۲

(۳) فتاویٰ تاتارخانیہ، ج: ۱۷، ص: ۴۵۲

ہیں، چوں کہ پیدائش کے بعد جب بچہ کے بالوں کو مونڈا جاتا ہے اسی وقت جانور بھی ذبح کیا جاتا ہے، اس لیے عرف عام میں اس جانور کے ذبح کرنے کو عقیقہ کہا جانے لگا۔" (۱)

اور شرعاً عقیقہ اس ذبیحہ کو کہتے ہیں جو بچہ کی ولادت کے ساتویں دن ذبح کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے اولاد کو تمام انسانوں کے لیے ایک عظیم نعمت بنایا ہے، اس لیے والدین کو چاہیے کہ بچہ کی پیدائش پر اس کی طرف سے عقیقہ کرے، عقیقہ کوئی لازم اور ضروری چیز نہیں ہے؛ بلکہ یہ فی نفسہ مباح اور زیادہ سے زیادہ مستحب ہے، اگر اتباع سنت کی نیت سے کیا جائے تو ثواب ملتا ہے، جن حضرات نے عقیقہ کا حکم مثل قربانی کے لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر عقیقہ کیا جائے تو ایسے جانور کو ذبح کرے جس میں قربانی کی صلاحیت ہو، ایسے جانور کو ذبح نہ کیا جائے جس کو قربانی میں ذبح کرنا درست نہ ہو، اور جس طرح قربانی کے گوشت کو خود کھانا، احباب کو کھلانا، فقراء کو دینا اور آئندہ کے لیے رکھنا سب کچھ درست ہے اسی طرح عقیقہ کے گوشت کا بھی حکم ہے۔

عقیقہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن بچہ کے بال منڈوائے جائیں، ان منڈے ہوئے بالوں کے برابر چاندی یا سونا خیرات کر دیا جائے اور بچہ کے سر میں اگر دل چاہے اور پسند ہو تو زعفران لگایا جائے، سر منڈانے کے بعد جانور کو ذبح کیا جائے۔ (۲)

مسئلہ نمبر ۲۱: اگر کوئی شخص قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کی نیت سے شریک ہو جائے تو ایسا کرنا صحیح ہے، اس سے قربانی بھی صحیح ہو جائے گی اور عقیقہ بھی درست ہوگا۔

وكذا لو أراد بعضهم العقيقة عن ولد قد ولد له من قبل لأن ذلك جهة التقرب بالشكر على نعمة الولد..... (۳)

مسئلہ نمبر ۲۲: اسی طرح اگر کوئی شخص شادی کے ولیمہ میں جانور خرید کر اس میں چند حصے عقیقہ کے لیے رکھے اور بعض حصہ میں ولیمہ کی نیت کرے تب بھی شرعاً درست اور جائز ہے۔

---

(۱) مجمع الانہر، ج:۲، ص:۵۱۸

(۲) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۲۶

(۳) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۲۶

قد علم أن الشرط قصد القربة من الكل ذكره محمد ولم يذكر الوليمة وينبغي أن تجوز لأنها تقام شكرا لله تعالى على نعمة النكاح ووردت بها السنة.(۱)

مسئلہ نمبر ۲۳: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عقیقہ کے گوشت کی ہڈیوں کو توڑنا جائز نہیں ہے، یہ عقیدہ غلط، بے اصل اور بدعت ہے، علماء نے اس کی تردید فرمائی ہے، اور بعض روایات میں جو یہ بات ملتی ہے وہ وجوبی حکم نہیں ہے بلکہ مستحب ہے، اس لیے اس کو اسی حد تک رکھا جائے تو ٹھیک ہے، وجوب کے درجہ تک نہ پہنچایا جائے ورنہ اس میں کراہت آجائے گی۔

الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة.(۲)

عقیقہ کے دیگر بنیادی مسائل:

(۱) عقیقہ کے روز یعنی ساتویں دن بچہ کا نام بھی رکھ دینا مناسب ہے۔

(۲) لڑکے کی طرف سے دو جانور یا گائے، بھینس وغیرہ کے دو حصے اور اگر لڑکی ہو تو ایک جانور یا ایک حصہ گائے، بھینس وغیرہ کا عقیقہ کرنا چاہیے؛ لیکن اگر لڑکے کی طرف سے ایک جانور بھی ذبح کر دیا تو عقیقہ ادا ہو جائے گا۔

(۳) امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ روایت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کا سر منڈانے سے پہلے عقیقہ کا جانور ذبح کرنا مستحب ہے۔

عقیقہ سے متعلق بعض رسومات:

(۱) یہ بات مشہور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جائے اور حجام سر مونڈنا شروع کرے اسی وقت جانور ذبح ہو یہ غلط ہے، شریعت میں کوئی ایسی پابندی ثابت نہیں ہے۔

(۲) بعض لوگ عقیقہ کے بعد جانور کا سر حجام کو دینا ضروری سمجھتے ہیں، یہ بھی شریعت سے ثابت نہیں ہے۔

(۳) بعض لوگ اس بات کو لازم سمجھتے ہیں کہ لڑکے کے لیے نر جانور اور لڑکی کے لیے مادہ جانور

---

(۱) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۲۶

(۲) السعاية في كشف ما في شرح الوقاية، ج:۲، ص:۲۶۵

ہونا چاہیے، حدیث پاک میں صراحت کے ساتھ اس پابندی کو ختم فرمادیا گیا ہے۔

(۴) عقیقہ کے لیے خاص طور سے دعوت کا اہتما کیا جاتا ہے، پھر ہر آنے والے کے ذمہ بچہ اور اس کے والدین کے لیے تحفہ تحائف لانا ضروری سمجھتے ہیں، یہ بھی بے اصل، بے بنیاد، شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔

گائے کی قربانی کا شرعی حکم:

گائے کی قربانی بلا شبہ جائز اور درست ہے، اس میں کسی طرح کی کوئی کراہت نہیں ہے؛ لیکن گائے کی قربانی چوں کہ قانونی اعتبار سے، بہت بڑا جرم تصور کی جاتی ہے، اس لیے مسلمانوں کو اپنی عزت وآبرو کی تحفظ کی خاطر ہندوستان جیسے ملک میں گائے کی قربانی سے باز رہنا چاہیے؛ کیوں کہ گائے کے بجائے بھینس اور کٹڑے وغیرہ کی بھی قربانی کی جاسکتی ہے؛ لیکن بعض مسلمانوں کا حکومتی اور قانونی مجبوریوں کے باوجود گائے کی ہی قربانی پر اصرار کرنا یقیناً حالات حاضرہ سے ان کی عدم آگاہی اور مصلحت سے ان کی ناواقفیت کی دلیل ہے؛ کیوں کہ گائے کی قربانی کرنا دیگر مباح جانوروں کی طرح صرف جائز اور درست ہے، گائے کی قربانی کی فی نفسہ کوئی فضیلت نہیں ہے۔

اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ جس جگہ حکومت گائے کی قربانی کے سخت خلاف ہو وہ وہاں گائے کے بجائے دوسرے مباح جانوروں کی قربانی کریں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اپنے آپ کو خطرات میں نہ ڈالو۔

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (۱) ''اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔''

عن حذيفة قال قال رسول الله ﷺ: ليس للمؤمن أن يذل نفسه.....(۲)

''حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل وخوار کرے۔''

⊙ ⊙ ⊙

(۱) البقرۃ:۱۹۵

(۲) مسند بزاز، ج:۷، ص:۲۱۸

قربانی کے جانوراوران کی عمروں کابیان

(۱) بکرااور بکری کی عمر ایک سال مکمل ہونا لازم ہے، وہ ایک سال مکمل کر کے دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں، اگر ایک سال سے ایک دن بھی کم ہو تو اس کی قربانی درست نہیں ہوگی، بھلے ہی وہ دیکھنے میں فربہ معلوم ہو۔ (۱)

(۲) دنبہ (بھیڑ) اگر دیکھنے میں فربہ اور ایک سال کا معلوم ہو؛ لیکن اس کی عمر ایک سال سے کم ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔ (۲)

(۳) گائے، بیل، بھینس اور کٹرے وغیرہ کی عمر دو سال مکمل ہونا ضروری ہے، وہ دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں، اگر جانور کا مالک پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہے کہ اس جانور کی عمر مکمل ہوگئی ہے اور دیکھنے میں بھی عمر مکمل معلوم ہوتی ہے، تو اس کی عمر پوری تسلیم کر لی جائے گی، کسی جانور کے بارے میں اگر صرف قصائی کہہ دے کہ اس کی عمر پوری ہو چکی ہے تو صرف اس کا کہد ینا کافی نہیں ہوگا؛ بلکہ دیکھنے سے بھی جانور دو سال کا معلوم ہوتا ہو، اور ایک دو تجربہ کار آدمی بھی اس کی توثیق کریں۔ (۳)

(۴) اونٹ کی عمر پانچ سال ہونا لازمی ہے، پانچ سال سے کم عمر والے اونٹ کی قربانی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۴: فقہاء نے لکھا ہے کہ جو جانور قیمت کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہو اس کی قربانی زیادہ افضل ہے، اگر گائے، بھینس یا کٹرے وغیرہ کے ساتویں حصہ سے زیادہ بکرے وغیرہ کی قیمت ہو تو پھر اسی کی قربانی زیادہ افضل ہے، اگر قیمت کے اعتبار سے جانوروں میں برابری پائی جائے تو پھر عمدہ اور زیادہ گوشت والے جانور کو ترجیح اور افضلیت حاصل ہوگی۔

---

(۱) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۲۱

(۲) مشکوۃ شریف، باب الاضحیۃ، الفصل الاول

(۳) کفایۃ المفتی: ج۸، ص ۲۳۷

اختلف المشايخ أن البدنة أفضل من الشاة الواحدة قال بعضهم: إن كانت قيمة الشاة أكثر من قيمة البدنة فالشاة أفضل؛ لأن الشاة كلها فرض والبدنة سبعها فرض، والباقي يكون فضلا قال الشيخ الامام أبو بكر محمد بن الفضل البدنة أفضل؛ لأنها أكثر لحما من الشاة. (١)

قربانی کی صحت کی شرائط:

قربانی کی صحت سے متعلق یہاں تین طرح کی شرائط مذکور ہیں:

(١) ایک وہ جو قربانی سے متعلق ہیں۔

(٢) دوسری وہ جو قربانی کرنے والے سے متعلق ہیں۔

(٣) تیسری وہ جو قربانی کے وقت سے متعلق ہیں، اور اس کا ذکر ماقبل میں ہو چکا ہے۔

(الف) قربانی سے متعلق شرائط:

(١) قربانی کا جانور چوپایوں میں سے ہو، جیسے اونٹ، گائے، بھینس، بکری وغیرہ۔

اگر کسی نے چوپایوں کے علاوہ کسی اور مأکول اللحم جانور کی قربانی کردی تو وہ صحیح نہیں ہوگی۔

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾(٢)

''اور ہر اُمت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کردی ہے؛ تاکہ وہ اللہ کے دیئے ہوئے چوپایوں پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا کریں۔''

(٢) وہ جانور قربانی کی عمر کو پہنچ چکا ہو۔

(٣) وہ جانور ذبح کرنے والے کی ملکیت میں ہو، یا اسے اس جانور کے ذبح کرنے کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت دی گئی ہو۔

(۴) وہ جانور عیوب فاحشہ سے پاک ہو، عیوب کے سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ اگر اس سے کسی

---

(١) فتاویٰ ہندیہ: ج۵،ص۲۹۹

(٢) الحج: ۳۴

خاص عضو کی منفعت یا ظاہری جمال بالکل ختم ہوجائے تو اس جانور کی قربانی درست نہ ہوگی، اور اگر ایسا نہ ہو تو قربانی جائز ہوگی۔

كل عيب يزيل المنفعة على الكمال والجمال على الكمال يمنع الأضحية وما لا يكون بهذه الصفة لا يمنع.(۱)

وہ جانور جن کی قربانی درست نہیں:

چنانچہ مذکورہ جانوروں کی قربانی درست نہیں ہوگی:

۱۔ اندھا ہو، اگر کسی جانور کی آنکھ خراب ہے اور اسے دکھائی نہیں دیتا، خواہ ایک ہی آنکھ خراب ہو یا دونوں، بہرحال اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔(۲)

۲۔ کانا ہو، اس کی ایک آنکھ نہ ہو۔(۳)

۳۔ اس کی پوری زبان کٹی ہو، اور وہ اس کی وجہ سے چارہ نہ کھا سکتا ہو۔(۴)

۴۔ اس کی زبان کا اکثر حصہ نہ ہو۔(۵)

۵۔ اس کی ناک کٹی ہوئی ہو۔(۶)

۶۔ اس کے دونوں کان یا ان میں سے ایک کٹا ہوا ہو، یا پیدائشی طور پر ہی اس کے دونوں یا ایک کان نہ ہو، ہاں اگر تہائی سے کم کٹا ہوا ہے تب اس کی قربانی جائز ہے۔(۷)

۷۔ وہ جانور لنگڑا ہو، اور اس کا لنگڑا پن ظاہر ہو اس طور پر کہ وہ خود سے چل کر ذبح گاہ تک نہ

---

(۱) المغنی: ج ۸، ص ۶۲۶/ مستفاد از: قاموس الفقہ: ج ۲، ص ۱۵۷

(۲) فتاویٰ عالمگیریہ: ج ۵، ص ۲۹۷

(۳) المحیط البرہانی: ج ۸، ص ۴۶۶

(۴) فتاویٰ عالمگیریہ: ج ۵، ص ۲۹۸

(۵) فتاویٰ عالمگیریہ: ج ۵، ص ۲۹۸

(۶) فتاویٰ عالمگیریہ: ج ۵، ص ۲۹۸

(۷) فتاویٰ عالمگیریہ: ج ۵، ص ۳۴۴

جا سکے، اور چلتے وقت اس کا ایک یا دو پیر زمین سے اٹھے رہتے ہوں، اگر وہ اپنے لنگڑے پیر کو زمین پر رکھتا ہوا چلتا ہے تو پھر اس کی قربانی درست ہے۔ (۱)

۸۔ وہ جانور جس کا ہاتھ یا پیر ٹوٹا ہوا یا پیدائشی طور پر ہی نہ ہو۔ (۲)

۹۔ وہ جانور جس کی سرین کٹی ہوئی ہو، یا اس کی سرین کا اکثر حصہ نہ ہو۔ (۳)

۱۰۔ وہ جانور جس کی دم تہائی سے زیادہ کٹی ہو یا پیدائشی طور ہی نہ ہو۔ (۴)

۱۱۔ وہ جانور جو بہت زیادہ بیمار ہو اور اس کا مرض ظاہر ہو۔ (۵)

۱۲۔ وہ جانور جو بہت زیادہ کمزور ہو، یعنی اس کا گودہ اور گوشت ہڈیوں پر سے ختم ہو گیا ہو۔ (۶)

۱۳۔ وہ جانور جس کے تھنوں کے سرے کٹے ہوئے یا سوکھے ہوئے ہوں۔ (۷)

۱۴۔ وہ گائے یا بھینس جس کے دو تھن خشک ہوں اور صرف دو تھنوں میں سے ہی دودھ نکلتا ہو۔ (۸)

۱۵۔ وہ گائے یا بھینس جس کے صرف دو ہی تھن موجود ہوں اور دو تھن یا تو پیدائشی طور پر ہی نہ ہو یا بعد میں کسی آفت کی وجہ سے ختم ہو گئے ہوں۔ (۹)

۱۶۔ وہ بکری جس کا ایک تھن یا تو پیدائشی طور پر ہی نہ ہو یا کسی آفت کی وجہ سے ضائع ہو گیا ہو۔ (۱۰)

---

(۱) شامی: ج۶، ص ۳۲۳
(۲) فتاویٰ عالمگیریہ: ج۵، ص۲۹۹
(۳) فتاویٰ عالمگیریہ: ج۵، ص۲۹۷
(۴) فتاویٰ عالمگیریہ: ج۵، ص۲۹۷
(۵) بدائع الصنائع: ج۴، ص ۲۱۴
(۶) فتاویٰ عالمگیریہ: ج۵، ص۲۹۸
(۷) فتاویٰ عالمگیریہ: ج۵، ص۲۹۹
(۸) فتاویٰ تاتارخانیہ: ج۱۷، ص ۴۳۰
(۹) فتاویٰ عالمگیریہ: ج۵، ص۲۹۹
(۱۰) فتاویٰ عالمگیریہ: ج۵، ص۲۹۸

۱۷۔ وہ جانور جس کا سینگ جڑ سے ٹوٹ گیا ہو، اور اس کے ٹوٹنے کی وجہ سے اس کا اثر دماغ تک پہنچ گیا ہو۔ (۱)

۱۸۔ وہ جانور جس کے دانت نہ ہوں، اور وہ بغیر دانتوں کے چارہ نہ کھا سکتا ہو، اگر وہ بغیر دانتوں کے چارہ کھا سکتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔ (۲)

۱۹۔ وہ جانور جس کے اندر جنون حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہو اور وہ اس قدر باؤلا ہو کہ چارہ بھی خود سے نہیں کھا سکتا ہو، ہاں اگر باؤلا پن اتنا زیادہ نہ ہو؛ بلکہ وہ چارہ وغیرہ خود سے کھالیتا ہو تب اس کی قربانی درست ہے۔ (۳)

۲۰۔ جلالہ، یعنی وہ جانور جو بہت زیادہ گندگی کھاتا ہو، اور گندگی کے سواء کچھ نہ کھاتا ہو اس کی بھی قربانی جائز نہیں ہے، ہاں اگر وہ جلالہ اونٹ ہو تو اسے چالیس دن قید کرنے اور روکے رکھنے سے اور گائے بھینس کو بیس دن تک محبوس کرنے سے اور بکری وغیرہ کو دس دن تک روکے رکھنے سے وہ حلال ہوجائیں گے۔ (۴)

نوٹ:

یہ تمام مندرجہ بالا عیوب مالداروں کے لیے قربانی میں رکاوٹ ہیں، غرباء جو اپنی طرف سے قربانی کریں وہ عیب زدہ جانوروں کی بھی قربانی کر سکتے ہیں۔ وإن كان معسراً أجزأته إذ لا أضحية في ذمته. (۵)

وہ جانور جن میں ہلکا عیب ہونے کی بناء پر قربانی جائز ہے:

۱۔ وہ جانور جس کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہو یا ٹوٹے ہوئے ہوں؛ لیکن ان کا اثر دماغ تک نہ پہنچے۔

(۱) فتاویٰ عالمگیریہ: ج۵، ص۲۹۷
(۲) فتاویٰ عالمگیریہ: ج۵، ص۲۹۸
(۳) شامی: ج۶، ص۳۲۳
(۴) فتاویٰ عالمگیریہ: ج۵، ص۲۹۸
(۵) مستفاد از: قاموس الفقہ: ج۲، ص۱۵۶

۲۔وہ جانور جس کی آنکھ میں بھینگا پن ہو؛لیکن وہ اس کی بصارت سے مانع نہ ہو۔

۳۔وہ جانور جس کے دونوں کان یا ایک کان چھوٹا ہو۔

۴۔وہ جانور جس کے کان پھٹے ہوئے ہوں، اگرچہ تہائی سے زائد ہوں۔

۵۔وہ جانور جس کے کانوں میں سوراخ ہو؛لیکن وہ پھٹن بہت زیادہ نہ ہو۔

۶۔وہ جانور جس کے کان کا کچھ حصہ کٹ گیا ہو۔

۷۔وہ جانور جس کے دانت نہ ہوں؛لیکن اسے ان کی وجہ سے کھانے اور چرنے میں کوئی دقت نہ ہو، اگر دانت نہ ہونے کی وجہ سے وہ چر نہ سکے تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

۸۔وہ جانور مجنون ہو؛لیکن اس کا جنون اتنا زیادہ نہ ہو جو اسے چرنے سے روک دے؛ ورنہ اس کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

۹۔وہ جانور جو خارش زدہ ہو؛لیکن توانا ہو، اگر خارش زدہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ کمزور بھی ہے تو پھر اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

۱۰۔وہ جانور جس کے کانوں میں کوئی نشانی ہو۔

۱۱۔وہ جانور جو کبرسنی کی بناء پر ولادت سے عاجز ہو۔

۱۲۔وہ جانور جو مجبوب ہو (یعنی اس کا عضو مخصوص) کٹا ہوا ہو۔

۱۳۔وہ جانور جس کے بال اون کے لئے نکال لئے گئے ہوں۔

مسئلہ نمبر ۲۵: اگر کسی شخص نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدا، پھر وہ اس کے بعد آنے کے بعد عیب دار ہو گیا تو اس کی قربانی کافی نہیں ہوگی جبکہ وہ شخص مالدار اور مقیم ہو اور اسے اس نے وقت وجوب میں خریدا ہو۔

اور اگر وہ خریدتے وقت فقیر تھا یا مالدار تھا؛لیکن مسافر تھا یا اس نے اسے وقت وجوب سے قبل خرید لیا تھا تو ان تمام صورتوں میں اس کے لیے اس کی قربانی کافی ہوگی۔

اگر کوئی جانور قربانی کے لیے قربان گاہ لے گیا؛لیکن وہاں پہنچ کر وہ لڑکھڑا گیا اور گر گیا جس کی وجہ

سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی یا وہ اندھا ہو گیا تو اس کی قربانی جائز ہے؛ کیوں کہ اس طرح کے حادثہ سے بچنا ناممکن ہے۔

وإن أصابها شيئ من العيوب في اضطرابها حين أضجعها للذبح،وذبحها على مكانها جاز استحساناً.(۱)

(ب) قربانی کرنے والے شخص سے متعلق شرائط:

(۱) قربانی کرنے والے کا قربانی کی نیت کرنا؛ کیوں کہ قربانی گوشت کھانے کے لیے بھی ہوتی ہے اور قربت کے لیے بھی، پھر ذبائح میں قربات کی بھی کئی قسمیں ہیں، اس لیے قربانی کی نیت کرنا شرط ہے، صرف دل سے بھی نیت کرلینا کافی ہے، زبان سے تلفظ ضروری نہیں ہے۔

إنما الأعمال بالنيات. ''بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

(۲) نیت قربانی سے متصل ہو یا قربانی کے جانور کی تعیین کے ساتھ متصل ہو، خواہ وہ تعیین جانور خریدنے کے ذریعہ سے ہو یا اس جانور کو اپنی ملکیت سے الگ کرنے کے ذریعہ سے ہو۔

(۳) شرکت والے جانور میں قربانی کرنے والا ایسے شخص کو شریک نہ کرے جس کا مقصد قربت حاصل کرنا نہ ہو، اگر اسے شریک کرلیا تو قربانی صحیح نہیں ہوگی، ہر شریک کی قربت کی نیت ہونا ضروری ہے، اگر کسی کی نیت بدل جائے تو سب کی قربانی خراب ہو جائے گی۔

حلال جانوروں کے حرام اعضاء:

حلال جانور کی سات چیزیں کھانا مکروہ تحریمی ہے:

(۱) بہتا ہوا خون۔ (۲) غدود یعنی جسم کے اندر کی گانٹھ گٹھلی وغیرہ۔ (۳) مثانہ۔ (۴) پتہ۔ (۵) نر جانور کی شرمگاہ۔ (۶) مادہ جانور کی شرمگاہ۔ (۷) خصیتین۔

اول الذکر کا حرام ہونا تو قرآن کریم سے ثابت ہے، بقیہ اشیاء طبعاً خبیث ہیں، اس لیے ﴿ویحرم

---

(۱) فتاویٰ تاتارخانیہ: ج ۱۷، ص ۴۳۲

علیهم الخبائث﴾ (۱) کے عموم میں یہ بھی داخل ہیں، نیز روایات میں ہے کہ آپ ﷺ ان سات چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے، اور کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا: الْمَرَارَةَ، وَالْمَثَانَةَ، والمحياة، وَالذَّكَرَ، وَالْأُنْثَيَيْنِ، وَالْغُدَّةَ، وَالدَّمَ. (۲)

''حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکری کی سات چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے: پتہ، مثانہ، خصیتین، نر جانور کی شرمگاہ، مادہ جانور کی شرمگاہ، غدود اور بہتا ہوا خون۔''

قربانی کے گوشت اور چرم قربانی کا مصرف:

بہتر ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کیے جائیں، ایک حصہ کو داستعمال کریں، ایک حصہ اقرباء واحباب پر خرچ کریں اور ایک حصہ فقراء و ناداروں کے درمیان تقسیم کریں، یہی حکم چرم قربانی کا بھی ہے، کہ خود بھی وہ اسے استعمال کر سکتا ہے، اغنیاء اور فقراء کو بھی دے سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۲۶: چرم قربانی کی رقم اساتذہ کی تنخواہ، مساجد و مدارس کی تعمیر وغیرہ میں خرچ نہیں کی جاسکتی ہے، ایسے مدارس جہاں نادار طلبہ کے خورد ونوش کا نظم نہ ہو وہ بھی اس کے حقدار نہیں ہیں۔ (۳)

مسئلہ نمبر ۲۷: اگر کسی شخص نے چرم قربانی کو فروخت کردیا تو اب اس کے لیے اس کی قیمت استعمال کرنا یا کسی مالدار کو دینا جائز نہیں ہے؛ بلکہ مستحق زکوۃ فقراء پر اس کا صدقہ کردینا لازم ہے۔

فإن بيع اللحم أو الجلد به أي بمستهلك أو بدراهم تصدق بثمنه. (۴)

مسئلہ نمبر ۲۸: قصائی کو قربانی کا گوشت کاٹنے کی اجرت میں اگر اس جانور کی کھال دی

---

(۱) الاعراف: ۱۵۷

(۲) المعجم الاوسط، حدیث نمبر: ۹۴۸۰

(۳) قاموس الفقہ: ج ۲، ص ۱۵۸

(۴) رد المحتار: ج ۶، ص ۳۲۸

جائے تو یہ جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو اس سے قربانی میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا؛ البتہ کھال کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

لا يعطي أجر الجزار من الأضحية. (۱)

ولا يعطى جلد الأضحية ولا لحمها أجرة الذباح والسلاخ.(۲)

مسئلہ نمبر ۲۹: چرم قربانی کی رقم فروخت کرنے کے بعد مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں یا کسی اور رفاہی کام میں لگانا جائز نہیں ہے؛ بلکہ فقراء میں اس کا صدقہ کر دینا واجب ہے، یا کسی مدرسہ میں اگر غریب و نادار طلبہ رہتے ہوں اور وہاں ان کے قیام و طعام کا نظم بھی ہو تو پھر وہ قیمت ان پر خرچ کرنا جائز ہے۔

ويتصدق بجلدها أو يعمل منه نحو غربال وجراب.(۳)

مسئلہ نمبر ۳۰: اگر کسی مرحوم کی جانب سے قربانی کی جائے جب کہ اس مرحوم نے قربانی کی وصیت کی تھی تو اس کا گوشت فقراء کو دیدینا چاہیے، اس میں سے خود نہیں کھانا چاہیے، اور اگر ورثاء نے اپنے طور پر کسی مرحوم کی جانب سے قربانی کی تب اس کے گوشت کا حکم عام قربانی کے گوشت کی طرح ہے، یعنی اس میں سے خود بھی کھائے، دوست واحباب کو بھی کھلائے اور فقراء میں بھی تقسیم کرے۔

من ضحى عن الميت يصنع كما يصنع في أضحية نفسه من التصدق والأكل والأجر للميت والملك للذابح. قال الصدر: والمختار أنه إن بأمر الميت لا يأكل منها وإلا يأكل بزازية.(۴)

مسئلہ نمبر ۳۱: قربانی کے جانور کی ہڈیاں اور سینگ وغیرہ فروخت کرنا جائز ہے اور اس کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہے۔

---

(۱) ہدایہ: ج۴، ص ۴۵۰

(۲) فتاویٰ تاتارخانیہ: ج۱۷، ص ۴۴۲

(۳) ردالمحتار: ج۶، ص ۳۲۸

(۴) ردالمحتار: ج۶، ص ۳۲۶

فإن بيع اللحم أو الجلد به أي بمستهلك أو بدراهم تصدق بثمنه.(۱)

مسئلہ نمبر ۳۲: قربانی کا گوشت فروخت کرنا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے، نہ مسلمانوں کے ہاتھوں اور نہ ہی غیر مسلموں کے ہاتھوں، بلکہ اس کو بھی مفت میں کھلایا جاسکتا ہے۔

ويهب منها ما يشاء للغني والفقير والمسلم والذمي.(۲)

مسئلہ نمبر ۳۳: چرم قربانی کو صدقہ کرنا افضل ہے، اور اپنے کام میں لانا مثلاً مصلی، مشک، ڈول وغیرہ بنانا بھی درست ہے؛ لیکن اگر اسے فروخت کرکے رقم حاصل کرلی ہے تو اس کو صدقہ کرنا واجب ہے، خود رکھنا یا اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا درست نہیں ہے۔

ويتصدق بجلدها لكونه جزءا منها أو يعمله آلة كجراب أو خف أو فرو لأن الانتفاع به ليس بحرام.(۳)

⊙ ⊙ ⊙

---

(۱) ردالمحتار: ج۶، ص ۳۲۸

(۲) فتاویٰ ہندیہ: ج۵، ص ۳۰۰

(۳) مجمع الانہر: ج۲، ص ۵۲۱

ذبح کے احکام

ذبح کے معنی اور اس کے لیے ضروری شرائط:

ذبح کے لیے ہر وہ آلہ استعمال کرنا جائز ہے جو دھار دار ہو، اس سے رگیں کٹ جاتی ہوں اور خون بہہ جاتا ہو، جیسے چھری، دھار دار پتھر، گنّے یا بانس کا چھلکا وغیرہ۔

حل الذبح بكل ماأ فرى الأوداج أراد بالأوداج كل الأربعة تغليبا وأنهر الدم أي أساله ولو بنار أو بليطة أي قشر قصب أو مروة هي حجر أبيض كالسكين يذبح بها.(۱)

ذبح کے لغوی معنی ہیں "قطع الأوداج" (یعنی گردن کی شہ رگ کو کاٹنا) اور اصطلاح میں ذبح کے معنی ہیں: "جانور کے حلقوم اور شہ رگ کو ایک ساتھ بسم اللہ پڑھ کر کاٹ دینا۔"

ذبح میں چار رگوں کا کاٹنا ضروری ہے: (۱) نرخرہ، جس سے جانور سانس لیتا ہے۔ (۲) وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے۔ (۳، ۴) دو شہ رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہیں، اگر ان چار رگوں میں سے تین کٹ جائیں تو بھی ذبح درست ہے؛ البتہ اگر دو ہی رگیں کٹیں تو پھر ذبح درست نہیں ہوگا اور نہ جانور حلال ہوگا۔

وذكاة الاختيار ذبح بين الحلق واللبة وعروقه الحلقوم كله وسطه أو أعلاه أو أسفله والمريء والودجان وحل المذبوح بقطع أي ثلاث منها إذ للأكثر حكم الكل.(۲)

ذبح کے اقسام:

ذبح کی دو قسمیں ہیں: (۱) ذبح اختیاری (۲) ذبح اضطراری

ذبح اختیاری کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو آسانی کے ساتھ لٹا کر اس کے گلے پر بسم اللہ پڑھ کر چھری چلا دی جائے اور اس کے حلقوم اور دونوں شہ رگیں کٹ جائیں۔

---

(۱) ردالمحتار: ج۶، ص۲۹۶

(۲) ردالمحتار: ج۶، ص۲۹۴، ۲۹۵

ذبح اضطراری کا مطلب یہ ہے کہ جب جانور کسی بھی طرح قابو میں نہ آئے تو اس کے بدن کے کسی بھی حصہ میں ایسا زخم کر دیا جائے جس سے خون جاری ہو جائے اور وہ جانور نڈھال ہو کر نیچے گر جائے۔

ذبح اختیاری کے شرائط:

(۱)بوقت ذبح بسم اللہ پڑھنا۔ (۲)ایسے دھاردار، تیز آلہ کا استعمال کرنا جس کے ذریعہ محل ذبح سے خون جاری ہو جائے۔ (۳)ذبح کرنے والے کا اعتقادی یا ادعائی طور پر صاحب ملت ہونا، یعنی وہ کسی دین وشریعت کا دعویدار یا اس کا ماننے والا ہو(یعنی وہ مسلمان یا کتابی ہو)(۴) محل ذبح یعنی جانور کا کلی یا جزوی طور پر ذبح کے ذریعہ قابل انتفاع ہونا۔ کلی طور پر قابل انتفاع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جانور حلال اور مأکول اللحم ہو، جس کا گوشت اور چمڑا دونوں حلال اور پاک ہوں، اور جزوی طور پر قابل انتفاع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ذبح شرعی کے بعد اس کا گوشت تو حلال نہیں ہوتا؛ البتہ اس کا چمڑا قابل انتفاع ہو جاتا ہے۔(۱)

مسئلہ نمبر ۳۴: ذبح کرنے والے کا بالغ ہونا شرط نہیں ہے، لہذا نابالغ، سمجھدار بچہ کا ذبیحہ بھی حلال ہوگا؛ البتہ وہ بچہ جو سمجھدار نہیں ہے اس کا ذبیحہ اور مجنون کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

(وصبی وامرأة وأخرس وأقلف)يعنی تحل ذبيحة هؤلاء، والمراد بالصبی الذی يعقل التسمية ويضبط، وإن لم يكن كذلک لا يحل لأن التسمية علی الذبيحة شرط بالنص.(۲)

ذبح کا مسنون طریقہ:

ذبح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ:

(۱)ذبح کے وقت جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رو لٹایا جائے۔

(۲)اپنا دایاں پیر اس کے شانہ پر رکھا جائے۔(۳)

(۳)ذبح کرنے کی دعا کے ذریعہ یا اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے۔(۴)

---

(۱) البحر الرائق: ج۸، ص۱۹۸

(۲) البحر الرائق: ج۸، ص۱۹۱

(۳) مسائل قربانی وعقیقہ: ص۴۵

(۴) شامی: ج۶، ص۳۰۱

(۴) قربانی کے جانور کو اس طرح ذبح کیا جائے جس سے اسے کم سے کم تکلیف وتعذیب ہو، تین ٹانگیں باندھ کر گرانے میں راحت ہے۔ (۱)

(۵) جانور کو ذبح کرتے وقت ذابح کے معاون (جو ذبح کرنے والے کے ساتھ چھری چلانے میں اس کی مدد کرے) پر بھی بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔ (۲)

(۶) جانور کو ذبح کرنے کے بعد اتنی دیر تک چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ ٹھنڈا ہو جائے اور اس کی حرکت بند ہو جائے، جانور ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال نکالنا مکروہ ہے۔ (۳)

(۷) ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا ممنوع ہے، حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ (۴)

مسئلہ نمبر ۳۵: گائے وغیرہ کو ذبح کرنے کے بعد اگر اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل جائے تو اس کو بھی اسی کے ساتھ ذبح کر دیا جائے گا، اگر چاہے تو اس کو پالا بھی جا سکتا ہے، اور اگر وہ مردہ نکلا تو اس کو پھینک دینا چاہیے، گائے کا گوشت بہر حال دونوں صورتوں میں حلال ہوگا۔ (۵)

مسئلہ نمبر ۳۶: بعض قصاب جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کو جلدی ٹھنڈا کرنے کے لیے اور تیزی سے اس کا خون بہانے کے لیے ایک چھوٹے چاقو کی نوک اس جانور کی ریڑھ کی نس میں گھونپتے ہیں، حالاں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے؛ کیوں کہ اس عمل سے جانور کو ضرورت سے زائد تکلیف ہوتی ہے۔ (۶)

مسئلہ نمبر ۳۷: مرد کی طرح عورت کے لیے بھی جانور ذبح کرنا جائز ہے، اور اس کا ذبیحہ حلال اور درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۷)

---

(۱) شامی: ج ۶، ص ۲۹۶ / فتاویٰ رحیمیہ: ج ۱۰، ص ۶۹

(۲) فتاویٰ ہندیہ: ج ۴، ص ۳۰۴

(۳) شامی: ج ۶، ص ۲۹۶

(۴) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۱۷۲

(۵) فتاویٰ رحیمیہ: ج ۱۰، ص ۲۷

(۶) شامی: ج ۶، ص ۲۹۶

(۷) فتح الباری لابن حجر: ج ۹، ص ۶۳۲

مسئلہ نمبر ۳۸: بعض جگہ یہ رواج عام ہے کہ لوگ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہونے کے باوجود اپنا جانور خود سے ذبح نہیں کرتے؛ بلکہ کسی حافظ صاحب یا مولانا صاحب یا امام صاحب سے ہی ذبح کرانے کو لازمی اور ضروری تصور کرتے ہیں؛ حالاں کہ اس کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے؛ بلکہ جو شخص ذبح کرنا جانتا ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ وہ اپنا جانور خود ہی ذبح کرے، یہ اس کے لیے زیادہ باعث اجر وثواب ہوگا؛ لیکن اگر وہ خود سے ذبح کرنا نہیں جانتا ہو یا کسی اور وجہ سے دوسرے شخص سے ذبح کرائے تو اس کی بھی گنجائش ہے؛ لیکن ذبح کرتے وقت اس کا خود سامنے رہنا بہتر ہے۔

الأفضل أن يضحي الرجل بيده،إذا قدر عليه،وان لم يقدر فوّض الى غيره....وفي الهداية:واذا استعان بغيره يستحب أن يشهدها بنفسه.(۱)

جانور کو ذبح کرتے وقت کی دعاء:

جانور کو ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

بسم الله أكبر،إني وجهت وجهي للذي فطر السماوات والأرض حنيفاً وما أنا من المشركين،إن صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين.

جانور کو ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اللهم تقبل مني كما تقبلت من حبيبک محمدﷺ وخليلک ابراهيم عليهما الصلوٰة والسلام. (۲)

⊙ ⊙ ⊙ ⊙ ⊙
⊙ ⊙ ⊙ ⊙ ⊙

(۱) فتاویٰ تاتارخانیہ:ج۱۷،ص۴۳۵،۴۳۶

(۲) مشکوۃ المصابیح، باب فی الأضحية، الفصل الثانی:ج۱،ص۴۵۹

اصلاح وتربیت کا وٹس ایپ گروپ

اسلام کی بیٹیاں

03345613913